سورۃ الحشر   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ 1
هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ
لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ
حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ
فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ○ 2 وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ
لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ○ 3 ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ 4

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

سورۃ الحشر مدنیہ ہے اور اس میں ۲۴ آیتیں اور ۳ رکوع ہیں۔

اللہ ہی کی پاکی بیان کرتی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے ○ 1
وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت، تم نے کبھی یہ
خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انہیں ان کے قلعے بچا لیں گے اللہ (کے قہر) سے
پس آ پہنچا ان پر اللہ (کا قہر) اس جگہ سے جس کا انہیں خیال بھی نہ آیا تھا اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں
میں رعب چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے پس
عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو ○ 2 اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی
تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی ○ 3 یہ سزا
اس لئے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی تھی اللہ اور اس کے رسول کی اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو
اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے ○ 4   (پارہ ۲۸/ سورۃ الحشر ۵۹ * آیت ۱ تا ۴ * ت: ج ض)

۱۔ یہ سورت بنی نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہود تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ

ان پر حملہ آور ہو سکتے ہیں " اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا " ان کے سردار کعب بن اشرف کے قتل سے " کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں " یہ ان کو ڈھاتے ہیں تاکہ جو کڑیاں وغیرہ انہیں اچھی معلوم ہوں وہ جلاوطن ہوتے وقت اپنے ساتھ لے جائیں " اور مسلمانوں کے ہاتھوں " کہ ان کے مکانوں کے جو حصے باقی رہ جاتے تھے مسلمان انہیں گرا دیتے تھے تاکہ جنگ کے لئے میدان صاف ہو جائے ۔" تو عبرت لو اے نگاہ والو " (کنز الایمان)

۳ ۔ لوح محفوظ میں ان کے بارے میں جلاوطنی کا حکم نہ لکھا ہوتا تو اللہ انہیں بھی بنی قریظہ کی طرح قتل اور گرفتار کرنے کا حکم دیتا جس طرح بنی قریظہ کے ساتھ ہوا ۔ ان کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے ۔ یعنی اگر وہ دنیا کے عذاب سے نجات پا گئے تو وہ آخرت میں کسی طرح بھی جہنم کے عذاب سے نجات نہیں پائیں گے ۔

۴ ۔ ذلک سے مراد وہ عذاب ہے جو انہیں دنیا میں پہنچا اور وہ عذاب بھی ہے جس کا وہ آخرت میں مستحق ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت کرے اللہ تعالیٰ اسی کو سخت عذاب دیتا ہے کیونکہ وہ شدید عقاب والا ہے ۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ⊘ حَشَرَ : اس نے اکٹھا کیا ، اس نے جمع کیا ⊘ ظَنَنْتُمْ : تم نے گمان کیا ⊘ حُصُوْنُهُمْ ان کے قلعے ⊘ يَحْتَسِبُوْا : انہوں نے گمان بھی نہیں کیا تھا ⊘ قَذَفَ : تیر کو دور پھینکنا ⊘ اِعْتَبِرُوْا : تم عبرت پکڑو ⊘ جَلَاءَ : جلاوطنی ⊘ شَآقُّوْا : وہ مخالف ہوئے ⊘ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ⊘ جملہ موجودات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہے ہیں ⊘ ہر موجود کی تسبیح مختلف ہے ⊘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ پر درود وسلام پڑھتا تھا ⊘ اللہ تعالیٰ ہی صاحب عزت وقوت وحکمت والا ہے ⊘ دشمن حق کعب بن اشرف ، حضرت محمد بن مسلمہ کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا ⊘ یہود کو جلاوطنی کا حکم ان کی معاندانہ سرگرمیوں کا نتیجہ تھا ⊘ یہود اریحا ، شام کی طرف چلے گئے ⊘ تم لوگوں کا یہ گمان غلط ہے کہ ان کے مضبوط مکان و محل انہیں بچا سکتے ہیں ⊘ مغلوب اور جلاوطن اپنے مکان اپنے ہاتھوں سے اس لئے ڈھا دیتے ہیں کہ فاتح وغالب قوم ان سے فائدہ اور آرام نہ پائے ⊘

میں رونق افروز ہوئے تو انھوں نے حضورؐ سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی سے لڑیں نہ
آپ سے جنگ کریں۔ جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنی نضیر نے کہا یہ وہی نبی ہیں جن کی صفت
توریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انھوں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضورؐ کے نیازمندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ
کیا تھا توڑ ڈالا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو ساتھ لے کر
مکہ مکرمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے خلاف معاہدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے حضورؐ اس حال پر مطلع ہوئے اور بنی نضیر سے ایک اور
خیانت بھی واقع ہو چکی تھی کہ انھوں نے قلعہ کے اوپر سے حضورؐ پر بارادۂ فاسد ایک پتھر گرایا
تھا اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو خبردار کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ حضورؐ محفوظ رہے۔ جب یہود بنی نضیر نے
خیانت کی اور عہد شکنی کی اور کفار قریش سے حضورؐ کے خلاف عہد کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا اور انھوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا پھر حضورؐ مع لشکر کے
بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان میں منافقین
نے یہود سے موافقت کے بہت معاہدات کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کو ناکام کیا۔ یہود کے دلوں
میں رعب ڈالا آخر کار انھیں حضورؐ کے حکم سے جلا وطن ہونا پڑا اور وہ شام اور اریحا کی طرف چلے گئے۔
۲۔ "وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو" یعنی یہود بنی نضیر کو "ان کے گھروں سے نکالا"
جو مدینہ طیبہ میں تھے "ان کے پہلے حشر کے لئے" یہ جلا وطنی کا پہلا حشر ہے اور دوسرا حشر ان کا
یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ نے انھیں اپنے زمانہ خلافت میں خیبر سے شام کی طرف نکالا
یا آخر حشر روز قیامت کا حشر ہے کہ آگ سب لوگوں کو سرزمین شام کی طرف لے جائے گی
اور وہیں ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اس کے بعد اہل اسلام سے خطاب فرمایا جاتا ہے۔ "تمہیں گمان
نہ تھا کہ وہ نکلیں گے" مدینہ سے کیوں کہ وہ صاحب قوت صاحب لشکر تھے مضبوط قلعے رکھتے تھے
ان کی تعداد کثیر تھی جاگیردار صاحب مال "اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچالیں گے
تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا" یعنی خطرہ بھی نہ تھا کہ مسلمان

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ
يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ
اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي
الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً
بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا
نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

مسلمانو! تم نے جو کھجور کا پیڑ کاٹ ڈالا یا اس کو اس کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ بدکاروں کو رسوا کرے ۝ اور جو کچھ اللہ نے ان سے لے کر اپنے رسول کو عطا کیا تو اس پر تم نے نہ تو گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بستیوں والوں سے لے کر دیا ہے سو وہ اللہ اور رسول اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے دولت مندوں ہی میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تم کو رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ کی سخت سزا ہے ۝ (پارہ ۲۸ سورہ ۵۹ / ۵ تا ۷٭ ترجمہ)

۵ - بنو نضیر کی آبادی کے محاصرہ کے وقت اردگرد کا علاقہ کھجور کے باغات سے پٹا ہوا تھا (مسلمان ضرورتاً) بعض مقامات پر کھجور کے درخت کاٹ دیے اور جو درخت لڑائی میں حارج نہ تھے ان کو باقی رہنے دیا گیا۔ منافقین اور یہودیوں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا کہ دیکھو لوگوں کو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے ہیں اور خود ہرے بھرے پھل دار درختوں کو کاٹ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی تشویش ہوئی کہ کہیں ان کا یہ فعل فساد فی الارض میں تو داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن درختوں کو تم نے کاٹا ہے اور جن کو باقی رہنے دیا ہے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے ایسا کرنے کی اجازت ہے ٭ درختوں کو

کا منشا اسے سلامت رکھنا دونوں کا مقصد یہ تھا کہ یہودی فاسقین کی تذلیل ہو۔ (ضیاء القرآن)

۶۔ "اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے" یعنی یہود بنی نضیر سے "تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ" یعنی اس کے لئے تمہیں کوئی مشقت اور کوفت اٹھانا نہیں پڑی صرف دو میل کا فاصلہ تھا سب لوگ پاپیادہ چلے گئے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے۔ "ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے" اپنے دشمنوں سے مراد یہ ہے کہ بنی نضیر سے جو غنیمتیں حاصل ہوئیں ان کے لئے مسلمانوں کو جنگ کرنی نہیں پڑی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر مسلط کر دیا تو یہ مال حضور کی مرضی پر ہے جہاں چاہیں خرچ کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مال مہاجرین پر تقسیم کر دیا اور انصار سے صرف تین صاحب حاجت لوگوں کو دیا اور وہ ابودجانہ سماک بن خرشہ اور سہل بن حنیف اور حارث بن صمہ ہیں۔ "اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (کنز الایمان)

۷۔ جو مال اللہ نے اپنے پیغمبروں کو دیہات والوں سے دلوایا ہے وہ اللہ کے اور رسول کے اور (رسول کے) قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور حاجت مندوں کے اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں انہی کے ہاتھوں میں نہ پھرتا رہے سو جو چیز تم کو رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (تفسیر ابن [illegible]

لغوی اشارے ○ قَطَعْتُمْ : تم نے کاٹ ڈالے ○ لِيْنَةٍ : کھجور کا تر و تازہ و شاداب درخت کسی قسم کا اور کسی جنس کا ہو ○ تَرَكْتُمُوْهَا : تم نے اس کو چھوڑا ○ اُصُوْلِهَا : اس کی جڑیں ○ اَوْجَفْتُمْ : تم نے دوڑایا ○ خَيْلٍ : گھوڑے سوار ○ رِكَابٍ : اونٹ سواری ○ يُسَلِّطُ : وہ قابو یافتہ کر دیتا ہے، وہ مسلط کرتا ہے ○ اَفَآءَ : اس نے لوٹایا ○
دُوْلَةً : دست گرداں۔ جو چیز گردش کرتی ہے ○ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ○ مدینہ نزدیک کی کھجوروں کی ایک سو بیس قسمیں ہیں ○ اللہ کی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا ○ عجوہ بنو نضیر کے بہترین اموال سے تھی ○ عجوہ جنت کا میوہ ہے ○ عجوہ کا ناشتہ تریاق ہے ○ حضرت آدم

3013

بہشت سے ساتھ لاتے ⊖ فئے وہ غنیمت ہے جس میں مشقت نہ اٹھانی پڑے ⊖ خراج سب
فئی ہے ⊖ وہ جو مشرکین سے لینا جائز ہے فئی ہے ⊖ عشق حکم ماں باپ دونوں عرب ہیں ⊖
فدک خیبر میں تھا ⊖ غنی کو نفلی صدقہ دینا بالاجماع جائز ہے ⊖ دولت دور کرنے والی چیز ⊖
حدیث شریف میں ہے غنیمت کو فقراء کی دولت نہ بناؤ ۔ کذا ب ⊖

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الصّٰدِقُوْنَ ۚ۝۸ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ
مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۛ قف وَمَنْ يُّوْقَ
شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ ع ۝۹ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ع ۝۱۰

اور ان مفلسان تارک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج کردیے گئے ہیں
اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار اور اللہ اور اس کے رسول کے مددگار ہیں۔ یہی لوگ سچے
ہیں ۝۸ اور جو مہاجرین سے پہلے گھر میں مقیم اور ایمان میں رہے جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس
آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش نہیں
پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو احتیاج ہی ہو۔ اور جو شخص حرص
نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں ۝۹ اور جو ان کے بعد آئے دعا کرتے
ہیں کہ اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں گناہ
معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے
پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے ۝۱۰ (پارہ ۲۸/ سورہ حشر ۵۹/ ۸ تا ۱۰) * ت:ج

۸- وہ لوگ جنہیں اسلام لانے کے جرم میں طرح طرح کی اذیتیں دے کر گھروں سے نکل جانے پر
مجبور کیا گیا تھا ان کا وقت بڑی حسرت سے گزر رہا تھا۔ ان کی مستقل آبادکاری کا ابھی انتظام
نہ ہو سکا تھا۔ جب بنی نضیر کے اموال واملاک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم کو عطا فرما دیے
تو ان لوگوں کو بھی ان کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس طرح پہلی بار ان کی مستقل آبادکاری کے لیے
انتظام کیا گیا۔ (ضیاء القرآن)

● یہ مہاجر جنہوں نے اپنے گھر، مال اور خاندان چھوڑ دیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی وجہ سے گھروں سے نکل پڑے۔ انہوں نے اسلام کو اپنایا جبکہ اس میں انہیں بے شمار مصائب کو برداشت کرنا پڑا حتیٰ کہ یہاں تک کہ یہ بھی ذکر کیا گیا کہ ایک آدمی اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تاکہ اس کی کمر سیدھی رہے۔ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا پسند کرتے تھے (قتادہؒ)

۹۔ انہوں نے دار ہجرت کو اپنا گھر بنایا اور ایمان میں مستحکم ہو گئے۔ یہ انصار تھے ایمان کو قرار گاہ سے تشبیہ دی کیونکہ وہ ہمیشہ اس پر ثابت قدم رہے۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ اس کا معنی ہے انہوں نے دار ہجرت اور دار ایمان کو اپنا ٹھکانا بنایا۔ دار ایمان سے مراد مدینہ طیبہ ہے کیونکہ یہ ایمان کا مظہر ہے ✩ مہاجرین کی ہجرت سے پہلے ✩ جس چیز کی انسان کو ضرورت ہو اس کو حاجت کہتے ہیں۔ حاجت سے مراد طلب حسد اور غصہ ہے ✩ بنو نضیر کے اموال کو مہاجرین میں تقسیم کیا گیا انصار میں سے تین اشخاص کو اس مال میں سے حصہ دیا گیا جس پر انصار کے دل خوش ہو گئے ✩ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا" تمہارے مہاجر بھائیوں کے پاس کوئی اموال نہیں اگر تم چاہو تو مال فئی اور تمہارے اموال کو تمہارے اور ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دوں اگر تم چاہو تو تمہارے اموال تمہارے پاس رہیں اور مال فئی مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دوں۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ مال بھی مہاجرین کو دے دیجئے اور ہمارے اموال بھی ان میں تقسیم کر دیجئے ✩ وہ (انصار) مہاجرین کو اپنے اموال اور اپنے گھروں میں اپنی ذاتوں پر ترجیح دیتے ہیں یہاں تک کہ جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک کو طلاق دے دی اور اپنے مہاجر بھائی سے شادی کر دی اگرچہ انصار کو اس چیز کی اشد ضرورت ہو ✩ جسے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا یہاں تک کہ اس نفس کی ان معاملات میں مخالفت کی جن میں نفس انسان پر عموماً غالب ہوتا ہے جیسے مال کی محبت اور مال خرچ کرنے میں کنجوسی کرنا تو فلاح پانے والے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۱۰۔" اور وہ جو ان کے بعد آئے " یعنی مہاجرین و انصار کے اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمان داخل ہیں " عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخشش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ✩

(اہل بیت اطہار یا)

یعنی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ۔ مسئلہ جس کے دل میں کسی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو اور وہ ان کے لئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کے اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین قسمیں فرمائی گئیں مہاجرین، انصار ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ (کنز الایمان حاشیہ)

لغوی اشارے ○ لِلْفُقَرَآءِ : محتاج ○ اَلْمُهٰجِرِيْنَ : ہجرت کرنے والے ○ تَبَوَّؤُا : انھوں نے ٹھکانا بنایا ○ حَاجَةً : حاجت، ضرورت، خواہش ○ يُؤْثِرُوْنَ : وہ ترجیح دیتے ہیں، وہ دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں ○ خَصَاصَةٌ : احتیاج، بھوک ○ يُوْقَ : وہ بچایا جائے ○ شُحَّ : خود غرضی، بخل ○ غِلًّا : کینہ، کدورت قلبی ○ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ○ فقراء مہاجرین کے لئے نور تام کی خوشخبری ہے اور امراء و اغنیاء سے آدھا دن پہلے بہشت میں جائیں گے (مفہوم حدیث) ○ گھروں سے نکالا جانا استحقاق فئی کا سبب ہے ○ جیسا کہ دعا کر دکھانے والا زمرہ صادقین میں آ جاتا ہے ○ غضب الٰہی سے نجات سچوں کے لئے ہے ○ حدیث شریف میں ہے الفقر فخری (رب) ○ الدار سے مراد مدینہ طیبہ ہے ○ بعض انصار ہجرت مہاجرین سے پہلے ایمان لائے ○ انصار میں سب سخی تھے ○ ایمان اور بخل جمع نہیں ہو سکتے ○ سبقت ایمان والے افضل ہیں ○ پچھلے لوگ پہلے والوں کے لئے استغفار کریں یہ ضروری ہے ○ باطل امور میں منہ دخوض بچانا خود داری ہے ○

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ
اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ○ 11
لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا
يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ 12
لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاۗءِ جُدُرٍ ۭ
بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ 13 ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○ ۚ 14

کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے
ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے اور تم سے لڑائی ہوئی تو ضرور ہم
تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ○ 11 اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ
نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر
بھاگیں گے پھر مدد نہ پائیں گے ○ 12 بیشک ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے یہ اس لئے
کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ○ 13 یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا
دھسوں کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور ان کے
دل الگ الگ ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں ○ 14

(پارہ ۲۸/ سورۃ الحشر ۵۹/ آیات ۱۱ تا ۱۴ * ت: ک)

۱۱ - بطورِ تعجب منافقین کی پوشیدہ نالائق حرکات کی خبر کہ ایسے موقع پر وہ اپنے کافر بھائیوں سے
یوں کہتے ہیں اور ایسے غلط وعدے دیتے ہیں جن کو ہرگز وہ پورا نہ کر سکیں گے - اللہ اور رسول کی مخالفت
میں اسلام کے دشمنوں سے یہ ساز باز اور زبان سے ایمان کا دعویٰ - ایک وہ لوگ تھے اور ایک یہ ہیں
جب یہود بنی نضیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہوئی تھی اور آپ ان کا محاصرہ
کیے ہوئے تھے اس وقت مدینہ کے منافق لوگوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے چپکے سے مخفی یہ کہلا

3018

بھیجا تھا کہ اگر تم کو نکالیں گے تو تمہارے ساتھ ہم بھی وطن چھوڑ کر نکل جاویں گے اور اس میں کسی
کی بات بھی نہیں مانیں گے اور جو تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری ضرور مدد کریں گے مضبوط اور
یہ سردار منافق کا کلام تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بطور معجزہ پیشین گوئی کے نہایت تاکید سے فرماتا ہے
کہ ”اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں ہرگز ہرگز کوئی بات بھی ان دونوں میں سے نہ کریں گے (تفسیر حقانی)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا کہ یہ منافق جھوٹ بک رہے ہیں۔ اگر جنگ شروع ہو گئی تو
یہ ہرگز ان کی مدد نہیں کریں گے۔ اگر بنی نضیر کو یہاں سے ملک بدر ہونا پڑا تو یہ ہرگز ان کے ساتھ
نہیں جائیں گے۔ بفرض محال اگر ان بزدلوں نے میدان میں آنے کی جسارت کی تو تمہیں دیکھتے ہی
بھاگ جائیں گے چنانچہ بعینہٖ اسی طرح ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے تو ان کے دل خالی ہیں لیکن تمہاری ہیبت سے تھر تھر کانپ رہے ہیں
ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے جو مالک
اور قادر ہے لیکن یہ پرلے درجے کے بے وقوف ہیں۔ (ضیاء القرآن)

۱۴۔ کفار اور منافق سب عزم اور ہمت کے ساتھ تمہارے خلاف جنگ نہیں کریں گے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا ہے مگر قلعوں اور خندقوں میں چھپ کر تم سے
جنگ کریں گے تمہارے خوف کی وجہ سے جنگ کے لئے باہر نہیں نکلیں گے۔ جب وہ آپس میں جنگ
کرتے ہیں تو ان کا صبر اور شجاعت بڑی زیادہ ہوتی ہے۔ وہ تم سے جو خوف زدہ ہیں وہ ان کے
ضعف اور بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے۔ یہ رسول اللہ
کے معجزہ اور اپنے دین کے غلبہ کے لئے کیا ہے کیونکہ جب بندہ اللہ اور اس کے رسول سے
جنگ کرتا ہے تو وہ بزدل ہو جاتا ہے اور غالب ذلیل ہو جاتا ہے۔ اے محبوب! آپ یہ گمان
کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنگ کرنے میں متفق ہیں۔ جب کہ ان کے دل اللہ کی طرف سے رعب
ڈالنے کی وجہ سے بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ دلوں کا پراگندہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ حق اور باطل
میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ وہ غور و فکر نہیں کرتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ رعب ان کے کفر کی وجہ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگ کرنے کی وجہ سے غالب آیا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے ۝ نافقوا : دورخی کی، منافقت کی ۝ نُطِیعُ : ہم کہنا (نہیں) مانیں گے ۝ یُوَلُّنَّ : وہ ضرور ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ۝ رَھْبَۃً : ڈر، رعب ۝ مُحَصَّنَۃٍ : قلعہ بند محفوظ بستیاں ۝ جُدُرٍ : دیواریں ۝ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ ۝ کفر میں آپس میں مہر و محبت کی وجہ سے توافق ہے ۝ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نافرمانی کرنے والا دنیا و آخرت میں خسارہ میں ہے ۝ ظلمت کو نور سے نفرت اس لئے ہے کہ وہ نور کا مقابلہ سامنا نہیں کر سکتی ۝ خوفِ الٰہی دانش مندی کا نام ہے ۝ حدیث شریف: اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے ۝ نوری اشیاء سے دوری ان کی فطرت ہے ۝ اتفاق و اتحاد بڑی طاقت اور افتراق ہلاکت ہے ۝ اہلِ حق ہمیشہ موافق رہتے ہیں ۝ وہ علم جس سے انسان کی قوت کے ساتھ اس کا استفادہ کرے عقل ہے ۝ عقل بادشاہ ہے عادات رعایا ۝ عقول مکمل ہو جائیں تو فضولیات میں کمی آجاتی ہے ۝ عقل تمام اشیاء سے زیادہ نورانی ہے ۝

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ۞ 15 كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا
كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۞ فَكَانَ
16 عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۞
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ
وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۞ 18 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۞
19 لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ

یہ ان لوگوں کے مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۞ ۱۵
منافقین اور یہود دونوں کی مثال شیطان کی سی ہے جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے کہ انکار کر دے۔ اور جب وہ انکار کر دیتا ہے تو شیطان
کہتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب العالمین ہے ۞ ۱۶ پھر ان دونوں (شیطان
اور اس کے چیلے) کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے یہی ظالموں
کی سزا ہے ۞ ۱۷ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیئے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے
کل کے لئے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو ۞ ۱۸ اور ان
(نافرمانوں) کی طرح نہ ہونا جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو خود فراموش بنا دیا یہی نافرمان لوگ ہیں ۞ ۱۹
یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی اور اہل جنت۔ اہل جنت ہی تو کامیاب ہو گئے ہیں ۞ ۲۰ (۵۹/۱۵ تا ۲۰ * ث: ص)

۱۵۔ "ان کی سی کہاوت جو ابھی قریب زمانے میں ان سے پہلے تھے" ان کا حال مشرکین مکہ سا ہے کہ
بدر میں "انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عداوت
رکھنے اور کفر کرنے کا کہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہلاک کئے گئے۔ "اور ان کے لئے دردناک
عذاب ہے۔" منافقین کا یہود بنی نضیر کے ساتھ سلوک ایسا ہے

۱۶۔ "شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ
سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب ہے" ایسے ہی منافقین نے یہود

بنو نضیر کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر جنگ پر آمادہ کیا ان سے مدد کے وعدے کئے اور جب ان کے
کہنے سے وہ اہل اسلام سے برسر جنگ ہوئے تو منافق بیٹھ رہے ان کا ساتھ نہ دیا۔ (کنز الایمان)

۱۷۔ انجام کار شیطان اور اس کے بہکائے ہوئے آدمی کا ٹھکانا جہنم ہوتا ہے اور ظالموں کی سزا یہی ہے۔ (تفہیم

۱۸۔ کسی بھی نفس نے جو بھی عمل کیا ہے وہ عمل صالح ہو جو نجات دیتا ہے یا برا عمل ہو جو ہلاک کر دیتا ہے
لہٰذا اسے اپنا عمل صحیح کر دینا چاہیے اور اس پر عفو طلبی کرنی چاہیے۔ غد سے مراد یوم قیامت ہے
دنیا ایک دن کی مانند ہے اور آخرت آنے والا دن ہے ✶ تم جو کچھ عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

۱۹۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تھا اور منہیات کو کرنے اور فرائض کو ترک کرنے کی کوئی پرواہ
نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نفس انہیں بھلا دیے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے لیے کچھ بھی
آگے نہ بھیجا۔

۲۰۔ جن لوگوں نے اپنے آپ کو ذلیل کیا اور جہنم کے مستحق بنے اور جنہوں نے اپنے نفوس کو مکمل کیا
اور جنت کے مستحق بن گئے وہ برابر نہیں ہیں (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے (1) ذَاقُوْا : انہوں نے چکھا (2) تَنْظُرْ : وہ دیکھ لے (3) نَفْسٌ : جان (4)
غَدٍ : آنے والا کل - فردا (5) نَسُوْا : وہ بھول گئے (6) يَسْتَوِيْ : "نفی" وہ برابر نہیں ہیں۔ (لغات القرآن)

تفہیمی خلاصہ (1) شیطان لعین حقیقتاً اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا (2) شیطان قیامت تک مہلت یافتہ ہے
(3) اگر دوست سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے دشمن کا کہا مت مان (4) جو سعادت کا طالب ہوتا ہے
سعادت پاتا ہے (5) ہر ایک یہ دیکھے کہ اس نے کل (آخرت) کے لئے کیا کیا بھیجا ہے (6) دنیا
ظلمانی اور آخرت نورانی ہے (7) جو شے گناہ میں ڈالے اس کا ترک اصل تقویٰ ہے (8) مشقت
کے موافق مراتب ملتے ہیں (9) خطا و نسیان معاف ہیں (10) خود کو پہچان اللہ تعالیٰ کو پہچان لے گا
(حدیث مبارک) (11) اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت یافتہ کسی سے خوار نہیں ہو سکتا۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ۲۱ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ ۲۲ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ
الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ۲۳ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ۲۴ ع

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ اس کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے
پھٹ پڑا ہوتا اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں ۝ ۲۱
اللہ وہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں چھپے اور کھلے کا جاننے والا وہ بڑا
مہربان بہت رحمت والا ہے ۝ ۲۲ وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ
بادشاہ پاک ذات سلامتی دینے والا، امن دینے والا، نگہبان زبردست
دباؤ والا عزت دینے والا ہے اللہ پاک ہے ان کے شریک ٹھہرانے سے ۝ ۲۳ وہ
اللہ پیدا کرنے والا ایجاد کرنے والا صورت بنانے والا ہے اس کے (بہت سے)
عمدہ نام ہیں آسمانوں اور زمین والے اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ زور آور اور حکمت والا ہے ۝

پارہ ۲۸ (سورۂ حشر ۵۹/ ۲۱ تا ۲۴ ☆ ت: ح)

(۲۱) " اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے " اور اس کو انسان کی سی تمیز عطا کرتے ۔ " تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے " یعنی قرآن کی عظمت وشان ایسی ہے کہ پہاڑ کو اگر ادراک ہوتا تو وہ باوجود اتنا سخت اور مضبوط ہونے کے پاش پاش ہو جاتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے دل کتنے سخت ہیں کہ ایسے باعظمت کلام سے اثر پذیر نہ ہوتے ۔

" اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں " (کنز الایمان)

3023

سورۃ - ان آخری آیات میں شرح و بسط کے ساتھ صفات جلیلہ حمیدہ کاملہ کا بیان ہو رہا ہے
یعنی جس معبود حقیقی اللہ کی عبادت اطاعت اور فرمانبرداری کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے وہ اللہ
کن کن صفات کمال سے متصف ہے۔ سب سے پہلے اس کی شان توحید بیان کی گئی
وہی اللہ ہے وہی معبود ہے اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں جو الوہیت کے تخت پر
جلوہ فرما ہو سکے۔ کوئی ایسی ہستی ہے ہی نہیں جو عبادت و پرستش کے لائق ہو۔ اگر کسی چیز
میں کوئی کمال یا کمالات پائے جاتے ہیں تو اس میں نقائص و عیوب کی بھی کمی نہیں۔ اگر
کوئی نقص نہ ہو تو اس نقص سے تو اس کے سوا کوئی بھی منزہ نہیں کہ وہ ممکن ہے یعنی
پہلے سے نہیں تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پھر نہیں ہوتا ✶ صفت
توحید بیان کرنے کے بعد اس کی صفت علم کا ذکر فرمایا کہ اس کا علم ادھورا اور
ناقص نہیں بلکہ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم سے چھپی ہوئی ہیں اور ان کو بھی
جانتا ہے جو ظاہر ہیں۔ ماضی بھی اس کے سامنے ہے مستقبل بھی اس سے پوشیدہ نہیں
وہ رحمٰن بھی ہے رحیم بھی ہے اس کی رحمت بے اندازہ ہے دنیا و آخرت میں اپنے اور
بیگانے سب اس کے خوان نعمت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔